خورشید احمد ندیم

اردو یا انگریزی؟

[''نقطۂ نظر'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

اردو ہماری تہذیبی شناخت ہے۔ اس سے شاید ہی کسی کو اختلاف ہو۔ اختلاف بعض دوسرے امور میں ہے۔ مثال کے طور پر کیا یہ شناخت ہمیں مطلوب بھی ہے؟ تہذیبی شناخت کے لیے صرف ماضی سے وابستگی کافی ہے یا اس کے کچھ مطالبات مستقبل سے متعلق بھی ہیں۔

مادی ترقی نے زندگی کے طور طریقوں کو بدل ڈالا ہے۔ رہن سہن سے لے کر وسائل پیداوار تک، سب بدل چکا۔ اس سے وہ ادب دھیرے دھیرے متروک ہوتا جا رہا ہے جو پچاس ساٹھ سال پہلے تک لکھا گیا۔ وہ کلچر اب باقی نہیں جس سے تشبیہ واستعارہ اٹھے تھے۔ چرخہ اب کہیں نہیں ہے۔ نئی نسل نے چرخہ دیکھا نہ اس کی کوک سنی۔ اور تو اور لوح و قلم تک متروک ہو چکے۔ غالب و میر کی تشبیہ کو آج کی نسل سمجھتی ہے، نہ اقبال اور فیض کے استعاروں کو۔ غالب و اقبال کے بغیر کون سی تہذیب اور کیسی روایت؟

تہذیب ہو یا روایت، یہ تب ہی زندہ رہتی ہیں جب لہو کی طرح کسی جماعت کی رگوں میں دوڑتی رہیں۔ جس دن لہو کی گردش رکی، جان لیجیے کہ موت نے آلیا۔ رگوں میں دوڑنے کا مطلب ہے کہ تہذیبی مظاہر روزمرہ زندگی کا حصہ بنے رہیں۔ اردو پڑھائی جاتی رہے۔ شاعر کی تشبیہات اور استعارے کلچر سے جڑے رہیں۔ اگر یہ نہیں ہیں تو پھر مصنوعی تنفس سے انھیں زندہ نہیں کیا جا سکتا۔

تہذیبوں کو زوال کیوں آتا ہے؟ ابن خلدون، ٹائن بی، سپنگلر، پال کینیڈی جیسوں نے اس سوال کے جواب

میں ہزاروں صفحات سیاہ کر دیے۔ سادہ بات یہ ہے کہ زبان جب زندگی کے ساتھ ہم قدم نہ ہو سکے تو تہذیب کا دروازہ بند ہو جاتا ہے۔ زندگی کو تو ہم سفر اور زاد راہ چاہیے۔ جو ساتھ چلتا ہے، بالآخر شناخت بن جاتا ہے۔ آیئے، اس بات کی شرح کرتے ہیں۔

آج زندگی کا سامان سفر علم ہے۔ زندگی کو آگے بڑھنے کے لیے علم کی ضرورت ہے۔ علم ابلاغ کا محتاج ہوتا ہے۔ جو زبان علم کا ابلاغ کرتی ہے، وہی یہ صلاحیت رکھتی ہے کہ زندگی سے ہم قدم ہو سکے۔ زندگی پھر اس کے متعین راستے پر چل نکلتی ہے۔ اردو علم کی زبان نہیں بن سکی۔ یہ کام انگریزی نے کیا۔ یوں زندگی کا قافلہ اس کے ساتھ چل نکلا۔ اب زندگی نے اسی تہذیب کو اوڑھنا تھا، انگریزی زبان جس کا دروازہ ہے۔

کوئی زبان دو صورتوں میں علم کی زبان بن سکتی ہے: ایک یہ کہ علم اس زبان میں تخلیق ہو۔ دوسرا یہ کہ علم دنیا کی کسی بھی زبان میں تخلیق ہو، یہ زبان اسے اپنے دامن میں سمیٹ لینے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ عباسیوں کے دور میں عربی نے یہ حیثیت حاصل کر لی تھی۔ یوں عربی تہذیب کی زبان بن گئی اور عربوں کا رواج دنیا کا فیشن بن گیا۔ دنیا ارسطو سے واقف ہوئی تو عربی کے طفیل۔ پھر ایک دور آیا کہ یہ حیثیت انگریزی کو حاصل ہو گئی۔ یہ غزالی و ابن سینا ہوں یا کانٹ و ہیگل، انیسویں صدی میں اگر ان کا فیض عام ہوا تو انگریزی کی معرفت سے۔ آج تہذیب کی باگ سائنس کے ہاتھ میں ہے اور اردو سائنس کی زبان نہیں بن سکی۔ سائنس سے عام طور پر طبیعی علوم مراد لیے جاتے ہیں۔ اردو تو سماجی علوم کی زبان بھی نہیں بن سکی۔ اس کی وجہ یہ نہیں کہ اردو میں یہ صلاحیت نہیں تھی۔ اردو انیسویں صدی میں اپنی یہ حیثیت منوا چکی تھی کہ وہ سائنس کی زبان بن سکتی ہے۔ اسی برصغیر میں ایسا میڈیکل کالج قائم ہوا جہاں جدید طب کی کتب اردو میں پڑھائی جاتی تھیں۔ یہ ترجمے کی بدولت ممکن ہوا۔ علی گڑھ سے جامعہ عثمانیہ تک ایک دور ہے جب دنیا کے علم کو اردو میں منتقل کرنے کا کام ہوا۔ انیسویں اور بیسویں صدی اس لحاظ سے بھی اہم تھی کہ اردو میں تخلیقی سطح پر بھی اعلیٰ کام ہوا۔ خاص طور پر ادب اور اسلامی علوم میں۔ یہ غالب اور اقبال کا دور ہے جن کی تخلیقی وفور سے کون انکار کر سکتا؟ یہ شبلی نعمانی، سید مودودی اور مولانا امین احسن اصلاحی کا عہد ہے جنھوں نے تفسیر و تاریخ کے باب میں جو کچھ لکھا، پورے عالم اسلام میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں ہے۔

ہم آزاد ہوئے تو اپنی تہذیب اور روایت بھی آزاد ہوتے گئے۔ اقبال نے ایک وقت نوحہ لکھا کہ سر سید و حالی کی مسند خالی ہو گئی۔ اردو کی جب سرپرستی نہ ہوئی تو کوئی ان حضرات کا سجادہ نشین نہ بن سکا۔ اردو میں ترجمے کی

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

روایت کم زور پڑ گئی اور اس میں نیا علم بھی تخلیق نہ ہو سکا۔ علم کے مراکز کیمبرج اور ہارورڈ بن گئے۔ زندگی تو رک نہیں سکتی تھی۔ اس نے آگے بڑھنا تھا۔ نئی نسل کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ اگر اسے زندہ رہنا ہے تو انگریزی سے اپنا مستقبل وابستہ کر لے۔ مزید ظلم یہ ہوا کہ پاکستان کے داخلی نظام کی زبان بھی انگریزی تھی۔ کوئی علم حاصل کرنا چاہے یا اچھی نوکری، اس کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ نہیں تھا کہ وہ انگریزی سیکھے۔ اس طرح معاشرے کی ذہانتیں اردو سے دور ہوتی گئیں۔

جب انگریزی اشرافیہ کی زبان بن گئی تو لازم تھا کہ دوسری زبانیں احساس کم تری کا شکار ہو جائیں۔ آج ایک پاکستانی نادرست اردو بولنے کو عیب نہیں سمجھتا، کوئی انگریزی بولنے میں غلطی کرے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے۔ یہی نہیں، وہ اپنے اس عیب کو برتری کے احساس کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ آدمی شرم سے ڈوب مرتا ہے جب یہ دیکھتا ہے کہ اس کے بچے اردو کی عبارت کو رومن میں لکھتے ہیں۔

آج انگریزی کو اپنا لیا گیا۔ یوں تہذیبی حساسیت بھی ختم ہو گئی ہے۔ اب انگریزی اس طرح رچ بس چکی ہے کہ کسی زیاں کا احساس ہی باقی نہیں رہا۔ وطن کے ساتھ ایک فطری عصبیت وابستہ ہوتی ہے، وہ تو موجود ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ کسی تہذیبی عصبیت کا اظہار ہے۔ اب کوئی بہ طیب خاطر اردو نہیں سیکھنا چاہتا۔ اردو دو وجوہ سے اس کی ضرورت تھی: ایک اس لیے کہ یہ تہذیب کی زبان تھی۔ جب تہذیبی حساسیت باقی نہیں رہی تو اردو سے تعلق بھی باقی نہیں رہا۔ اسی لیے میں نے سوال اٹھایا ہے کہ کیا تہذیبی شناخت ہمیں مطلوب بھی ہے؟ دوسری وجہ یہ ہو سکتی تھی کہ اردو اس کی مادی ضرورت بنتی۔ یہ تب ہوتا اگر اردو معاصر علم کی زبان ہوتی۔

اردو کو اگر ہم رائج کرنا چاہتے ہیں تو یہ اسی وقت ممکن ہو گا جب یہ علم کی زبان بنے گی۔ اس کے لیے لازم ہے کہ اس زبان میں علم تخلیق ہو یا اس میں جدید ترین علم منتقل کر دیا جائے۔ پہلے کام کے لیے ایک بڑی تبدیلی کی ضرورت ہے جس کا فی الحال کوئی امکان نہیں۔ دوسری صورت باقی ہے اگر ریاست اس کا ہنگامی بنیادوں پر اہتمام کر سکے۔ ایک اور راستہ یہ ہے کہ اردو انتظامی زبان بن جائے۔ سپریم کورٹ کے فیصلے کے باوجود، آج بھی عدالتی فیصلے انگریزی میں لکھے جا رہے ہیں اور قانون سازی انگریزی میں ہوتی ہے۔ یہی نہیں انتظامیہ کی زبان بھی یہی ہے۔

اگر یہ بنیادی کام کیے بغیر اردو کو تعلیم کی زبان بنانے کی کوشش کی گئی تو یہ ایک نئے بحران کو جنم دے

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

گی۔ اشرافیہ تو بچوں کو انگریزی تعلیم دلوالے گی، مگر عام آدمی کو اردو کے راستے پر ڈال کر، اس کے لیے ترقی کے دروازے بند کر دیے جائیں گے۔ ارباب اقتدار کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔ اشرافیہ کے بچے آج بھی باہر پڑھنے جاتے ہیں یا وہیں پہ رہتے ہیں۔

عالم گیریت نے غیر مغربی تہذیبوں کے لیے بقا کا ایک بڑا چیلنج کھڑا کر دیا ہے۔ اس کو سمجھے بغیر اردو یا انگریزی کی بحث کو نہیں سمجھا جا سکتا۔ جب تک علم مقامی سطح پر تخلیق نہیں ہو گا، دریوزہ گری کا چلن ختم نہیں ہو سکتا۔ اردو کو زندہ رکھنا ہے تو اسے تعلیم سے پہلے علم اور اقتدار کی زبان بنائیے۔

---

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com